کتاب نما

برصغیر میں مطالعہ قرآن، (بعض علما کی تفسیری کاوشوں کا جائزہ)، محمد رضی الاسلام ندوی۔

ناشر: اسلامک بک ہاؤس، ۱۷۸۱ حوض سوئی والان، نئی دہلی، بھارت۔ صفحات: ۲۶۴۔ قیمت: ۱۶۰ روپے۔

قرآن کریم کا مطالعہ فرض ہے اور خوش بختی بھی۔ جن لوگوں نے اس پیغامِ ربانی کی تعلیم اور لوگوں کو اس سے وابستہ کرنے کے لیے کوششیں کیں، ان کے احسان کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ دنیا کے ہر خطے اور ہر زمانے میں یہ خدمت انجام دینے والے فرزانے اپنا فرض ادا کرتے رہے ہیں۔ زیرتبصرہ کتاب اس اعتبار سے اہمیّت کی حامل ہے کہ اس نے برعظیم پاک و ہند میں گذشتہ ڈیڑھ سو سال میں ہونے والی خدمتِ قرآنی کے چند مرکزی دھاروں کو اپنی توجہ کا موضوع بنایا ہے۔

جناب رضی الاسلام نہ صرف ایک محقق اور دینی امور پر غوروفکر کرنے والے ہیں بلکہ اپنے نتائج فکر کو خوب صورتی سے بیان کرنے میں بھی مہارت رکھتے ہیں۔ اس کتاب کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن اُن کی فکرمندی اور تدبر کا محور ہے۔ کتاب چار حصوں میں تقسیم ہے۔

پہلے باب میں سرسید احمد خاں کی تفسیر پر تنقید اور محاکمے کے ساتھ اس چیز کا تعیّن بھی کیا گیا ہے کہ خود یہ تفسیر مابعد تفاسیر پر کس پہلو سے اثرانداز ہوئی۔ دوسرے باب میں ایک مقالہ اس حوالے سے معلومات افزا ہے کہ خود یہاں بیسویں صدی میں عربی میں کس قدر تفسیری کام ہوا۔ مصنف کے مطابق بیسویں صدی میں پہلی مکمل عربی تفسیر مولانا ثناءاللہ امرتسری (م: ۱۹۴۸ء) نے لکھی، اور مولانا سید سلیمان ندوی نے اس کے بارے میں فرمایا: ''جلالین کی جگہ اس تفسیر کو رواج دیا جائے'' (ص ۳۸)۔ ''ازاں بعد مولانا حمیدالدین فراہی (م: ۱۹۳۰ء) نے عربی تفسیر میں نمایاں کام کیا، جو جامعیت، زورِ بیان اور قوتِ استدلال میں اپنا ہم سر نہیں رکھتا (ص ۴۰)''۔ اسی طرح

مولانا اشرف علی تھانوی (م: ۱۹۴۳ء) نے قابلِ ذکر حواشی لکھے۔ اس مقالے میں برعظیم کے عربی میں تفسیری ادب کا تعارف کرایا گیا ہے اور حروفِ مقطعات پر معلومات افزا بحث کی گئی ہے۔

تیسرے باب میں سید سلیمان ندوی کی خدمتِ قرآن کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے: ''قرآنیات میں ان کی خدمات سیرت اور تاریخ کے مقابلے میں کسی طرح بھی کم اہمیّت کی حامل نہیں ہیں، بلکہ یہ کہنا بھی بے جا نہ ہوگا کہ ان کا خاص میدان قرآنیات کا ہے'' (ص ۷۱)۔ پھر ان کی لفظی تحقیق کی دل چسپ مثالیں پیش کی ہیں۔ مولانا امین احسن اصلاحی (م: ۱۹۹۷ء) کے کلامِ عرب سے استشہاد اور لغوی تجزیے پر قیمتی مباحث اور حوالوں سے روشنی ڈالی ہے۔ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی (م: ۱۹۹۹ء) کی قرآنی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے کہا ہے کہ: ''وہ الفاظِ قرآنی کی لغوی ولسانی تشریح کر کے قرآن کا اعجاز آشکارا کرتے ہیں--- کاش! انھوں نے پورے قرآن کی تفسیر لکھی ہوتی''۔ (ص۱۴۴)

آگے چل کر مولانا صدرالدین اصلاحی کی قرآنی خدمات پر سیر حاصل معلومات دی ہیں، جن سے عام طور پر لوگ ناواقف ہیں، اور یہ تفصیلات تجزیاتی اعتبار سے نہایت قیمتی ہیں۔ یاد رہے کہ مولانا صدرالدین اصلاحی نے تفسیر تیسیرالقرآن لکھی اور تفہیم القرآن کی تلخیص مرتب کی۔ انھوں نے لکھا ہے: ''مولانا مودودیؒ نے قرآن مجید کا جو ترجمہ مختصر حواشی کے ساتھ شائع کیا، اس کے حواشی اگرچہ تفہیم القرآن ہی کے حواشی کا اختصار ہیں، لیکن انھوں نے کچھ حواشی بالکل نئے سرے سے بھی لکھے ہیں۔ اسی طرح ترجمہ اگرچہ تفہیم القرآن ہی کا دیا گیا ہے، مگر اس میں کہیں کہیں مولانا مودودی نے چھوٹی موٹی لفظی ترمیمیں کی ہیں''۔ (ص ۱۸۳)

چوتھے باب میں قرآنی علوم اور موضوعات پر وہ ۳۲ تبصرے پیش کیے ہیں، جنھیں فاضل مصنف نے بڑی دیدہ ریزی سے تحریر کیا ہے۔ یہ حصّہ اس اعتبار سے ایک قیمتی دستاویز ہے جس میں ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ خدمتِ قرآن کے باب میں کن عشاق نے کس پہلو اور کس ندرت کے ساتھ اپنا حصّہ ادا کیا ہے۔ جناب رضی الاسلام کی اس کتاب کے مطالعے میں موضوع پر ان کی جانب سے کسی رورعایت کا شائبہ نہیں ملتا ہے۔ یوں نظر آتا ہے کہ وہ ہر لفظ کو گہری فکر کے ساتھ لکھ رہے ہیں، اور ایسا کیوں نہ ہو؟ کلامِ ربانی کی پیش کاری کا مقدمہ ہے۔ (سلیم منصور خالد)